کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت
بہ مسجد
شہادت
از قلم:
محمد چمن زمان نجم القادری

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

بہ مسجد شہادت

از قلم:
محمد چمن زمان نجم القادری
جامعۃ العین ۔ سکھر

بسم الله الرحمن الرحیم

حمدا لک یا اللہ صلاۃ وسلاما علیک وعلی آلک یا رسول اللہ

مبغضینِ مولا علی ایک جانب ہر ایرے غیرے کو عرش پر بٹھانے کے لیے کوشاں ہیں تو دوسری جانب نفسِ رسول،زوجِ بتول، شاہ ولایت پناہ،مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا علیہ السلام کی شان میں صبح شام نقائص ڈھونڈنے کے درپے ہیں۔

مولائے کائنات کی شان وعظمت کی نفی کے لیے سرِ راہ پڑی کاغذ کی پرچی بھی "معتبر حوالہ" مانی جاتی ہے اور جب مولائے کائنات علیہ السلام کی شان وعظمت کا مرحلہ آئے تو صحیح احادیث بھی غیر معتبر شمار کی جاتی ہیں۔

ہمارے محلے میں دماغی امراض کے ایک معالج بیٹھتے ہیں۔ ان کے پاس زیرِ علاج ایک ناصبی دجالی کو کل سے دیکھ رہا ہوں، سوشل میڈیا پر شور مچایا ہے کہ:

مولا علی علیہ السلام پر حملہ مسجد کے اندر نہیں بلکہ رستے میں کیا گیا۔

اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے اس کے پاس تاریخ کی ایک کتاب کا وہ حوالہ ہے کہ اس سے سینکڑوں گنا مضبوط دسیوں حوالے بھی شاہ ولایت پناہ مولا علی مشکل کشا علیہ السلام کی شان وعظمت کے اظہار کے لیے کافی نہیں سمجھے جاتے۔

پہلے پہل دجالی خطائی ٹولے کی یہ حرکتیں دیکھ کر افسوس ہوتا تھا۔ لیکن اب ان حضرات کی حقیقت آشکار ہو جانے کے بعد ہم مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کی شان وعظمت کا انکار ان حضرات کا مذہبی اور مسلکی حق سمجھتے ہیں۔

لیکن جیسے مولا علی علیہ السلام کی شان و عظمت کا انکار اس فرقے کا مسلکی حق ہے، یونہی ہمارا مذہبی فریضہ "علی علی" کرنا ہے۔ ہماری روحانی زندگی کی بقا "حیدر حیدر" کی صداؤں کے بغیر ممکن نہیں۔

لہذا: ماہِ رمضان کی مبارک ساعتوں میں شاہ ولایت پناہ، مولا مشکل کشا علیہ السلام کے دربار میں نوکری پیش کرنا ضروری سمجھا۔ اور یہ چند سطور اس لیے بھی ضروری ہیں تاکہ دجالی فرقہ سادہ لوح سینوں کو لوٹنے میں کامیاب نہ ہو پائے۔

لیکن واضح رہے کہ انتہائی عجلت میں ضبطِ تحریر میں لائی جانے والی یہ چند سطریں اس عنوان کے لیے صرف مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے توفیق بخشی تو کسی وقت اس عنوان پہ مفصل گفتگو کی جائے گی اور موضوع کے ہر پہلو کے احاطہ کی کوشش ہوگی۔ فی الوقت صرف اسی بات کا اظہار مقصود ہے جو رسالہ کے عنوان **"بہ مسجد شہادت"** سے واضح ہے۔ یعنی:

مولائے کائنات پر قاتلانہ حملہ عین مسجد کے اندر کیا گیا۔

اگرچہ ضمنی طور پر یہ بات بھی روزِ روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ حملہ فقط مسجد ہی میں نہیں بلکہ عین نماز کی حالت میں ہوا۔ بلکہ اہلِ علم کی ایک بڑی تعداد کے مطابق عین سجدے کے حالت میں حملہ کیا گیا

مالک کریم یہ جملے اہلِ اسلام کے لیے نفع بخش بنائے۔

محمد چمن زمان نجم القادری

22 رمضان المبارک 1444ھ / 13 اپریل 2023ء

نکتۂ اتفاق

شاہ ولایت پناہ مولا علی علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں اربابِ تاریخ کے بیچ اس قدر اختلاف ضرور ہوا کہ: آیا مولائے کائنات پہ حملہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہوا یا نماز شروع کرنے کے بعد۔ اور اگر نماز شروع کرنے کے بعد تو نماز آپ نے خود مکمل فرمائی یا کسی اور نے مکمل کی۔ اگر کسی اور نے مکمل کی تو آپ کے نائب بنانے پر یا از خود۔ نیز امام حسن نے نماز مکمل کرائی یا جعدہ بن ہبیرہ نے۔ اس اختلاف کے باوجود اس قدر میں تقریبا سبھی کا اتفاق ہے کہ

مولائے کائنات پر حملہ مسجد کے اندر ہوا۔

زمینی حقائق

میں سمجھتا ہوں کہ زمینی حقائق دیکھنے کے بعد کوئی دانشمند یہ بات کہہ ہی نہیں سکتا کہ " حملہ مسجد کے بجائے رستے میں کیا گیا۔"

کیونکہ ابنِ ملجم اور اس کے ساتھی عین مسجد ہی کے اندر گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ بعض مؤرخین نے تو صاف مسجد کے الفاظ لکھے ہیں۔ جبکہ بعض نے کہا:

جلسا مقابل السّدّة

وہ دونوں "سُدّہ" (دروازے یا اس کے سائبان) کے مقابل بیٹھ گئے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد 3/35، تاریخِ دمشق 42/559، اسد الغابۃ 4/102، مرآۃ الزمان 6/461)

اس عبارت سے سمجھا گیا کہ حملہ آوروں کی تعداد دو تھی۔ جبکہ بعض حضرات نے دو سے زیادہ شمار کیے۔ ان کی تعبیر کچھ اس طرح ہے:

وأخذوا أسيافهم وجلسوا مقابل السدة

اشقیاء نے اپنی تلواریں پکڑلیں اور "سُدّہ" کے مقابل بیٹھ گئے۔

(تاریخِ طبری 5/145، مقاتل الطالبیین ص 47، المعجم الکبیر للطبرانی 1/98، تجارب الامم وتعاقب الہمم 1/566، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 3/1125، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 5/173، الکامل فی التاریخ 2/739)

اور جن لوگوں نے تنہا ابنِ ملجم لعین کو حملہ آور گنا۔ ان کی تعبیر یوں ہے:

فجلس ابْن ملجم مقابل السدة

پس ابنِ ملجم لعین "سُدّہ" کے سامنے بیٹھ گیا۔

(انساب الاشراف للبلاذری 2/492)

حملہ آور ایک گنا جارہا ہے، یا دو یا تین۔ لیکن اس نکتہ پہ سب کا اتفاق نظر آتا ہے کہ اشقیاء "سُدّہ" کے مقابل گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مسجدِ کوفہ کا وہ دروازہ جہاں اشقیاء گھات لگا کر بیٹھے تھے وہ آج بھی موجود ہے اور "بابِ امیر المؤمنین" اور "بابِ سُدّہ" کے نام سے معروف ہے۔

جب اربابِ تاریخ متفق ہیں کہ اشقیاء "سُدّہ" یا "بابِ سُدّہ" کے مقابل گھات لگا کر بیٹھے تھے اور "بابِ سُدّہ" سے مسجد کی جانب نکلتے ہی پہلا قدم مسجد کے اندر پڑتا ہے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ مولائے کائنات پہ حملہ مسجد کے اندر نہیں

ہوا؟ کیا "بابِ سُدّہ" اور مسجد کے درمیان مزید کوئی فاصلہ تھا کہ مولائے کائنات "بابِ سُدّہ" سے تو داخل ہو چکے ہوں لیکن مسجد میں نہ پہنچے ہوں؟

اور موجودہ "بابِ سُدّہ" آج کل نہیں بنایا گیا، یہ مسجدِ کوفہ کے قدیم دروازوں سے ہے۔ حضرت مولا علی علیہ السلام اس سے داخل ہوا کرتے تھے۔ اس پہ تشریف فرما ہوتے تھے۔ نمازی اس کے پاس نماز پڑھتے تھے۔ خاص اس رات جس رات مولائے کائنات علیہ السلام پہ حملہ کیا گیا، حضرت محمد بن حنفیہ اس رات لوگوں کی عبادت کا عالم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يُصَلُّونَ قَرِيبًا مِنَ السُّدَّةِ، مَا هُمْ إِلَّا قِيَامٌ وَرُكُوعٌ وَسُجُودٌ

لوگ "سُدّہ" کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ رات بھر قیام ورکوع وسجود میں گزار دی۔

(تاریخِ طبری 5/146، تہذیب الآثار 3/75، مقاتل الطالبیین ص 48)

ابوالعباس مبرد متوفی 285ھ نے اس دروازے کو "سُدّہ" کے بجائے "باب" سے تعبیر کرتے ہوئے حملہ آور اشقیاء کے چھپنے کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا:

فلما كان ليلة إحدى وعشرين من شهر رمضان، خرج ابن ملجم وشبيب الأشجعي، فاعتورا الباب الذي يدخل منه علي رضي الله عنه

پس جب ماہِ رمضان کی اکیسویں رات ہوئی تو ابنِ ملجم اور شبیب اشجعی نے

نکل کر اس دروازے کو تھام لیا جس سے مولا علی علیہ السلام داخل ہوا کرتے تھے۔

(الکامل فی اللغۃ والادب 3/ 147)

اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ابنِ ملجم لعین کے منصوبہ کی تفصیلات پر نظر کی جائے تو اسی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ابنِ ملجم لعین مسجد ہی کے اندر چھپ کر وار کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ کسی کے اندر یہ حوصلہ نہ تھا کہ وہ مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کا سامنا کر سکے۔

جب ابنِ ملجم نے شبیب اشجعی کو اپنے منصوبہ کی اطلاع دی تو شبیب نے اسے روکا اور کہا کہ تم مولا علی کو کیسے شہید کر پاؤ گے۔ جواباً ابنِ ملجم نے کہا:

أَكْمُنُ لَهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِذَا خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ الْغَدَاةَ شَدَدْنَا عَلَيْهِ فَقَتَلْنَاهُ

میں ان کے لیے مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا۔ پس جب صبح نماز کے لیے باہر آئیں گے تو ہم ان پہ حملہ کر دیں گے اور آپ کو شہید کر دیں گے۔

(تاریخ طبری 5/ 144، المنتظم 5/ 173، الکامل فی التاریخ 2/ 739، البدایۃ والنہایۃ 11/ 13، تاریخ ابنِ خلدون 2/ 645)

قاتل مسجد میں چھپا بیٹھا ہے۔ شہید ہونے والی شخصیت "بابِ سُدّہ" سے مسجد کی جانب بر آمد ہو چکی ہے۔ اس کے بعد حملہ آور اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حملہ مسجد کے بجائے رستے میں ہوا؟؟؟

لیکن ہم قارئین کے سامنے اس سے زیادہ واضح اور اس سے بڑھ کر صریح عبارات رکھنا چاہیں گے تا کہ کسی قسم کے شک کی گنجائش نہ رہے اور ہر شخص یقین کر لے کہ:

کعبہ مشرفہ سے سفر کی ابتداء کرنے والی ہستی کا سفر مسجد میں آکر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اور یہیں اس ہستی کی زبان سے صدا نکلی:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسماعیل بن راشد کی روایت

ابنِ جریر طبری متوفی 310ھ نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل بن راشد سے طویل روایت کے ضمن میں بیان کیا۔ کہا:

وتأخر علي، ورفع فِي ظهر جعدة بن هبيرة بن أبي وهب، فصلى بِالنَّاسِ الغداة

حضرت علی پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کی پشت پہ ہاتھ مارا تو جعدہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔

(تاریخِ طبری 145/5)

اسماعیل بن راشد سے دوسری روایت

ابو القاسم طبرانی متوفی 360ھ نے دوسرے طریق سے اسماعیل بن راشد

ہی سے طویل روایت کے ضمن میں بیان کیا کہا:

وَتَأَخَّرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَدَفَعَ فِي ظَهْرِ جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ بْنِ أَبِي وَهْبٍ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ الْغَدَاةَ

(جب مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام پہ حملہ کیا گیا تو) مولا علی علیہ السلام مصلائے امامت سے پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ کی پشت پہ ہاتھ مارا تو جعدہ بن ہبیرہ نے لوگوں کو فجر کی نماز مکمل کرائی۔

(معجم کبیر طبرانی 1/99)

علامہ نور الدین ہیثمی متوفی 807ھ مذکورہ روایت کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَهُوَ مُرْسَلٌ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

(مجمع الزوائد 9/145)

قارئینِ کرام!

یہ روایت تو صاف بتا رہی ہے کہ مولائے کائنات پہ حملہ عین نماز کے اندر ہوا اور اسی وجہ سے مولا علی علیہ السلام کو نماز مکمل کرنے کے لیے نائب بنانے کی حاجت پیش آئی۔ اور میرے خیال میں مبغضینِ مولائے کائنات کے علاوہ کسی کو سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ نماز رستے میں نہیں ہو رہی تھی، مسجد میں ہو رہی تھی۔

عمر بن عبد الرحمن سے روایت

اسی بات کو حافظ ابن ابی دنیا نے اپنی سند سے عمر بن عبد الرحمن بن نفیع بن

جعدہ سے روایت کیا۔کہتے ہیں:

لما ضرب ابن ملجم عليا عليه السلام وهو في الصلاة تأخر فدفع في ظهر جعدة بن هبيرة فصلى بالناس

جب ابنِ ملجم ملعون نے مولا علی علیہ السلام پر حملہ کیا اور مولا علی علیہ السلام نماز میں تھے۔ پس آپ پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ کی پشت پہ اپنا ہاتھ مارا تو جعدہ نے لوگوں کو نماز مکمل کرائی۔

(مقتل علی لابن ابی الدنیا ص 31)

لیث بن سعد کی روایت

فضائل الصحابہ میں لیث بن سعد سے یہی بات مروی ہے کہ حملہ عین نماز میں ہوا۔ لیث بن سعد کا کہنا ہے:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مُلْجَمٍ ضَرَبَ عَلِيًّا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

عبد الرحمن بن ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر صبح کی نماز میں حملہ کیا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 940)

ابو القاسم بغوی متوفی 317ھ نے معجم الصحابہ میں اور انہی کے طریق سے ابنِ عساکر متوفی 571ھ نے تاریخِ دمشق میں لیث بن سعد سے یہی روایت کیا۔

لیث کا کہنا ہے:

أن عبد الرحمن بن ملجم ضرب عليا في صلاة الصبح على رأسه

عبد الرحمن بن ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر صبح کی نماز میں سر پر وار کیا۔
(معجم الصحابۃ للبغوی 4/ 367، تاریخ دمشق لابن عساکر 42/ 557، مختصر تاریخ دمشق 18/ 90)

میثم سے روایت

حافظ ابنِ ابی دنیا نے ایک اور طریق سے میثم سے روایت لی۔ اس میں بھی صراحت ہے کہ حملہ نماز کے دوران ہوا۔ لیکن میثم کا کہنا ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے نماز خود مکمل فرمائی۔

عمران بن میثم اپنے والد سے راوی۔ کہا:

أن عليا خرج فكبر في الصلاة ثم قرأ من سورة الأنبياء إحدى عشرة آية ثم ضربه ابن ملجم من الصف على قرنه فشد عليه الناس وأخذوه وانتزعوا السيف من يده وهم قيام في الصلاة وركع علي ثم سجد فنظرت إليه ينقل رأسه من الدم إذا سجد من مكان إلى مكان ثم قام في الثانية فقام فخفف القراءة ثم جلس فتشهد ثم سلم وأسند ظهره إلى حائط المسجد

مولا علی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور نماز کے لیے تکبیر کہی۔ پھر سورہ انبیاء کی گیارہ آیتیں تلاوت کر چکے تو ابنِ ملجم لعین نے صف کے بیچ سے مولا علی علیہ السلام کے سر کے کونے پر وار کیا۔ لوگوں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ لوگ اس وقت نماز میں کھڑے تھے۔ مولا علی علیہ السلام نے رکوع

فرمایا پھر سجدہ کیا۔ تو میں نے مولا علی علیہ السلام کو دیکھا: خون کی وجہ سے جب سجدہ فرمارہے تھے تو اپنا سرِ اقدس ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل فرمارہے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے تو مختصر قراءت فرمائی۔ پھر بیٹھ گئے۔ التحیات پڑھی۔ پھر سلام پھیرا۔ اور مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی۔

(مقتل علی لابن ابی الدنیا ص30)

زہری سے روایت

حافظ عبد الرزاق نے معمر سے اور وہ زہری سے راوی، کہتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ مُلْجَمٍ طَعَنَ، عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: فَانْصَرَفَ وَقَالَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَلَمْ يُقَدِّمْ أَحَدًا

ابنِ ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر اس وقت وار کیا جب مولا علی علیہ السلام نے رکعت سے سر مبارک اٹھانا چاہا۔ زہری نے کہا: مولا علی علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا: اپنی نماز مکمل کرو اور مولا علی علیہ السلام نے کسی کو آگے نہیں بڑھایا۔

(الامالی فی آثار الصحابۃ لعبد الرزاق160، جامع کبیر 17 /786)

نکتۂ اتفاق واختلاف

یہ متعدد روایات اس بات میں متفق ہیں کہ مولا علی علیہ السلام پہ حملہ مسجد میں بلکہ عین نماز کی حالت میں ہوا۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہوا کہ حملہ قیام کی حالت میں ہوا یا سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے ہوا۔ نیز بقیہ نماز مولا علی علیہ السلام نے

خود مکمل فرمائی یا جعدہ بن ہبیرہ نے۔ نیز جعدہ بن ہبیرہ کو مولا علی علیہ السلام نے خلیفہ بنایا تھا یا نہیں۔ اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو بقیہ نماز مکمل کرنے کا حکم دیا۔ اس اختلاف کے باوجود اس بات پہ ساری روایات متفق ہیں کہ: "مولا علی علیہ السلام پہ حملہ عین نماز کی حالت میں ہوا"۔

اور جب نماز میں ہوا تو لازمی طور پر مسجد میں ہوا اور اسی کا بیان یہاں مطلوب ہے۔ والحمد لله على ذلك

ماوردی ورو یانی

امام ابو الحسن ماوردی متوفی 450ھ کے مطابق ابنِ ملجم لعین نے عین سجدے کی حالت میں مولائے کائنات پہ حملہ کیا۔ فرماتے ہیں:

وَأَحْرَمَ بِرَكْعَتِي الْفَجْرِ، فَأَمْسَكَ ابْنُ مُلْجِمٍ عَنْهُ فِي الركعة الأول حَتَّى قَدَّرَ رُكُوعَهُ وَسُجُودَهُ، وَرَأَى سُجُودَهُ أَطْوَلَ مِنْ رُكُوعِهِ، وَكَذَا السُّنَّةُ. فَلَمَّا قَامَ إِلَى الثَّانِيَةِ ضَرَبَهُ فِي سُجُودِهِ ضَرْبَةً فَلَقَ بِهَا هَامَتَهُ. فَقَالَ عَلِيٌّ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

مولائے کائنات نے فجر کی دو رکعتوں کی نیت باندھی تو ابنِ ملجم پہلی رکعت میں رکا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مولا علی کے رکوع اور سجدے کا اندازہ کیا اور آپ کے سجدے کو آپ کے رکوع سے طویل پایا اور یونہی سنت ہے۔ پس جب مولا علی علیہ السلام نے دوسری رکعت کے لیے اٹھنا چاہا تو سجدے میں ہی ایسا وار کیا کہ سر

مبارک پھٹ گیا۔ پس سیدنا مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

(الحاوی الکبیر 13/ 113)

فخر الاسلام رویانی متوفی 502ھ نے امام ابو الحسن ماوردی کی اس گفتگو کو بحر المذہب میں بھی نقل کیا۔

(بحر المذہب للرویانی 12/ 390)

قارئین!

اندازہ کیجیے کہ کیسی قد آور شخصیات کیسے واشگاف لفظوں میں بول رہی ہیں کہ مولائے کائنات پہ حملہ عین سجدے کی حالت میں ہوا۔ اور ہمارے ہاں خطائی دجالی ٹولے کی حالت ایسی ابتر ہو چکی ہے کہ مسجد ماننے کو تیار نہیں۔ اور بدنصیب ایسے ناہنجار ہیں کہ نتھو خیرے کے لیے جھوٹے کمالات گھڑ گھڑ کر کتابیں بھر دی ہیں لیکن برادرِ رسول ﷺ کی خداداد عظمتیں سنتے ہی موت کی وادی میں گر پڑتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ

ابنِ عبد البر کی گفتگو

علامہ ابن عبد البر متوفی 463ھ اس سلسلے کی مختلف آراء کو انتہائی اجمال سے ذکر کرنے کے بعد راجح اور اکثریت کی رائے کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واختلفوا أيضا هل ضربه فِي الصلاة أو قبل الدخول فيها؟

وهل استخلف من أتم بهم الصلاة أو هُوَ أتمها؟ والأكثر أَنَّهُ استخلف جعدة بْن هبيرة، فصلى بهم تلك الصلاة، والله أعلم

اہلِ علم کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ آیا ابنِ ملجم لعین نے نماز کے اندر مولا علی علیہ السلام پہ وار کیا یا نماز میں داخلے سے پہلے۔ اور آیا مولا علی علیہ السلام نے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس نے نماز مکمل کی ہو یا مولا علی علیہ السلام نے خود نماز مکمل فرمائی۔ اور اکثر اس پر ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا تو انہوں نے لوگوں کو وہ نماز مکمل کرائی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 3/1125)

سمجھنے کی بات

علامہ ابنِ عبد البر کی گفتگو خصوصی توجہ چاہتی ہے۔ آپ نے نماز اور غیرِ نماز کا اختلاف اور اس کے بعد کی تفصیلات تو بیان کیں لیکن مسجد اور خارجِ مسجد کے اختلاف کو چھوا تک نہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ:

ابنِ عبد البر کی نظر میں خارجِ مسجد کا قول اگر کسی نے کیا ہے تو وہ سرے سے لائقِ التفات ہی نہیں۔ حتیٰ کہ قولِ مرجوح کر کے بیان کرنے کے لائق بھی نہیں۔ ورنہ ابنِ عبد البر اختلاف کے بیان میں اس کا ذکر ضرور کرتے۔

ابنِ عبد البر اسلوبِ گفتگو سے خارجِ مسجد کے قول کو سرے سے نا قابلِ التفات ٹھہرائیں اور لنڈے کے دجالی محققین اسی قول پر اصرار کریں اور داخلِ

مسجد کے قول کو ماننا جرم سمجھیں تو پھر ایسوں کو واقعی دماغی معالج کی ضرورت ہے۔

ابنِ جوزی کی تصریح

محدث ابنِ جوزی متوفی 597ھ لکھتے ہیں:

وتأخر علي ودفع فِي ظهر جعدة بن هبيرة بن أبي وهب، فصلى بالناس الغداة

اور (حملہ ہونے کے بعد) مولا علی علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کی پشت پہ مارا تو جعدہ نے لوگوں کو فجر پڑھائی۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 5/ 173)

ابنِ اثیر کی تصریح

ابنِ اثیر متوفی 630ھ نے بھی اسی بات کی تصریح کی کہ مولا علی علیہ السلام پر دورانِ نماز حملہ ہوا تو آپ نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا۔ لکھتے ہیں:

وَتَأَخَّرَ عَلِيٌّ وَقَدِمَ جَعْدَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ، وَهُوَ ابْنُ أُخْتِهِ أُمِّ هَانِئٍ، يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْغَدَاةَ

اور مولا علی علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ اور آپ مولا علی علیہ السلام کی ہمشیرہ ام ہانئ کے بیٹے ہیں۔ مولا ئے کائنات علیہ السلام نے انہیں لوگوں کو فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا دیا۔

(الکامل فی التاریخ 2/ 740)

ابنِ طلحہ شافعی کی تصریح

کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی متوفی 652ھ " مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ﷺ " میں رقمطراز ہیں:

واذن علي و دخل المسجد فجعل ينبه من بالمسجد من النيام، ثم صار إلى محرابه فوقف فيه و استفتح و قرأ فلما ركع و سجد سجدة ضربه على رأسه فوقعت الضربة على ضربة عمرو بن عبد ود يوم الخندق بين يدي رسول اللّه صلى اللّه عليه و آله و سلم و قد تقدم ذكر قتله عمرا ذلك اليوم. ثم بادر و خرج من المسجد هاربا و سقط عليه السلام لما به و تسامع الناس بذلك و قالوا: قتل أمير المؤمنين فأقام الحسن عليه السلام الصلاة و صلّى بالناس ركعتين خفيفتين.

شاہ ولایت پناہ مولا علی علیہ السلام نے نماز کے لیے پکارا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ پھر مسجد میں سوئے ہوؤں کو جگانے لگ گئے۔ پھر اپنی محراب کی جانب تشریف لائے۔ اس میں قیام فرما ہوئے اور نماز شروع کی۔ قراءت کی۔ پھر جب رکوع کیا اور سجدہ کیا تو ابنِ ملجم لعین نے مولا علی کے سر پہ وار کیا اور چوٹ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے عمرو بن عبد ود کی لگائی گئی چوٹ پر جا لگی۔ اور اس سے پہلے مولا علی کی جانب سے عمرو کو جہنم واصل کرنے کا بیان ہو چکا۔ پھر ابنِ ملجم لعین بھاگا اور دوڑتے ہوئے مسجد سے نکل گیا۔ شاہ ولایت پناہ مولا علی علیہ السلام

چوٹ لگنے کے سبب زمین پہ تشریف لے آئے اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ لوگ کہنے لگے: امیر المؤمنین کو شہید کر دیا گیا۔ پس امام حسن علیہ السلام نے جماعت کروائی اور لوگوں کو دو مختصر رکعتیں پڑھائیں۔

(مطالب السؤول ص 223)

کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی کی گفتگو سے نہ صرف یہ واضح ہو رہا ہے کہ شاہ ولایت پناہ سیدنا مولا علی علیہ السلام کی شہادت مسجد میں ہوئی بلکہ عین سجدے کی حالت میں ہوئی۔ البتہ نمازِ فجر کی امامت کے بارے میں جعدہ بن ہبیرہ کے بجائے سیدنا امام حسن علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن اس کا ہمارے موقف پر کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ ہم ابتدائے گفتگو میں بتا چکے کہ اس رسالہ میں ہمارا مقصد صرف اس چیز کا بیان ہے کہ: مولائے کائنات پر کیا جانے والا حملہ عین مسجد کے اندر ہوا۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ اکثر روایات واقوال میں صراحت ہے کہ حملہ عین نماز کی حالت میں ہوا اور بعض میں یہ بھی صراحت ہے کہ عین سجدے کی حالت میں حملہ کیا گیا۔

سبطِ ابنِ جوزی کی تصریح

محدث ابنِ جوزی کے نواسے ابو المظفر شمس الدین یوسف بن قِزْاُوغِلی حنفی متوفی 654ھ "تذکرۃ خواص الامۃ بذکر خصائص الائمۃ" میں لکھتے ہیں:

فلما حصل في المحراب هجموا عليه فضربه ابن ملجم

جب مولا علی علیہ السلام محراب میں تشریف لا چکے تو خارجیوں نے حملہ کر

دیا۔ پس ابنِ ملجم لعین نے مولا علی پر وار کیا۔

(تذکرۃ الخواص 1/634)

مزید لکھتے ہیں:

و تأخر علي عن المحراب و قدم جعدة بن هبيرة فصلى بالناس الفجر

اور مولا علی علیہ السلام محراب سے پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ کو آگے بڑھا دیا تو انہوں نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔

(تذکرۃ الخواص 1/635)

مزید لکھتے ہیں:

و قال ابن عباس: ضربه ابن ملجم بمسجد الكوفة

اور ابنِ عباس نے کہا: ابنِ ملجم نے مولا علی پر کوفہ کی مسجد میں حملہ کیا۔

(تذکرۃ الخواص 1/635)

یہی سبطِ ابنِ جوزی متوفی 654ھ مرآۃ الزمان میں لکھتے ہیں:

ودفع أمير المؤمنين بيده في ظهر جَعْدة بن هُبَيرة بن أبي وَهْب، فصلى بالناس الفجر

(حملہ ہونے کے بعد) مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کی پشت پہ ہاتھ مارا تو جعدہ نے لوگوں کو نمازِ فجر پڑھائی۔

(مرآۃ الزمان 6/463)

محب الدین طبری

محب الدین طبری متوفی 694ھ نے حملہ کے بارے میں لیث بن سعد کی رائے ذکر کرتے ہوئے کہا:

وعن الليث بن سعد أن عبد الرحمن بن ملجم ضرب عليا في صلاة الصبح

اور لیث بن سعد سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر صبح کی نماز میں حملہ کیا۔

پھر اس باب میں اختلاف اور پھر اکثریت کی رائے کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واختلفوا في أنه هل ضربه في الصلاة أو قبل الدخول فيها وهل استخلف من أتم الصلاة أو هو أتمها والاكثر على أنه استخلف جعدة بن هبيرة فصلى بهم تلك الصلاة

اہلِ علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ابنِ ملجم نے نماز کے اندر حملہ کیا یا نماز میں داخل ہونے سے پہلے۔ اور آیا مولا علی علیہ السلام نے نماز مکمل کرانے کے لیے کسی کو نائب بنایا یا مولا علی علیہ السلام نے خود نماز مکمل فرمائی۔ اکثر کی رائے ہے کہ سیدنا مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو خلیفہ بنایا تو جعدہ نے لوگوں کو وہ نماز پڑھائی۔

(ذخائر العقبی ص 114)

یہی بات الریاض النضرۃ میں بھی بیان کی۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ 3/ 236)

تنبیہِ مکرر

قارئین!

میں اُس عقل باختہ کی توجہ تو نہیں چاہوں گا جس نے دو دن سے سوشل میڈیا پہ شور مچا رکھا ہے کہ مولائے کائنات کی شہادت مسجد کے بجائے رستے میں ہوئی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بے چارہ ذہنی طور پر ایب نارمل ہے اور ڈاکٹر کے پاس زیرِ علاج ہے۔ لہذا اس کا توجہ کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ البتہ اربابِ عقل و دانش سے ضرور توجہ کا خواستگار ہوں۔

سطورِ بالا میں بھی یہ تنبیہ گزری کہ علامہ ابنِ عبد البر نے حملہ کی بابت اختلاف کا بیان کیا کہ آیا نماز کے اندر حملہ ہوا یا نماز سے پہلے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مسجد سے باہر کے بارے میں ایک حرف بھی نہیں بولا۔ اور وہی اسلوب علامہ محب طبری نے اختیار کیا اور خارجِ مسجد کے بارے میں ایک حرف تک بیان نہیں کیا۔

کسی چیز کو اختیار کرنا یا راجح ٹھہرانا الگ بات ہے لیکن جب اختلاف بیان ہو رہا ہو اور مختلف اہل علم کی آراء بتائی جا رہی ہوں تو ایسی حالت میں ایک رائے اور ایک قول کے طور پر تو کہا جا سکتا تھا کہ: "ایک رائے یہ بھی ہے کہ مولائے کائنات پہ حملہ مسجد کے اندر نہیں ہوا بلکہ مسجد سے باہر ہو"

لیکن آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اشارۃً کنایۃً کسی طرح اس چیز کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جس کا مطلب صاف صاف یہی ہے کہ اگر بالفرض کسی نے ایسا جملہ بول بھی دیا ہے کہ مولا علی علیہ السلام پر حملہ مسجد کے بجائے رستے میں ہوا تو یہ بات ایسی کمزور بلکہ مردود ہے کہ مرجوح قول کے طور پر بھی ذکر کیے جانے کے لائق نہیں۔

والحمد للّٰه علی ذلک

بہاؤ الدین جندی

بہاؤ الدین جندی متوفی 732ھ مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کے وصال کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَانَت وَفَاته كرم الله وَجهه شَهِيدا من ضَرْبَة ضربه ابْن ملجم وَهُوَ فِي الصَّلَاة

مولا علی علیہ السلام کا وصال شہادت کی صورت میں ہوا۔ اس چوٹ کی وجہ سے جو ابنِ ملجم لعین نے آپ کو نماز کی حالت میں لگائی۔

(السلوک فی طبقات العلماء والملوک 1/ 174)

شہاب الدین نویری

شہاب الدین نویری متوفی 733ھ لکھتے ہیں:

واختلفوا: هل ضربه فی الصلاة؟ أو قبل الدخول فيها؟ وهل استخلف من أتمّ بهم الصلاة أو هو أتمها؟ قال أبو عمر بن

عبد البر: والأكثر أنه استخلف جعدة بن هبيرة، فصلّی بهم تلك الصلاة

اور اہلِ علم کا اختلاف ہے کہ آیا ابنِ ملجم لعین نے مولا علی علیہ السلام پہ حملہ نماز کے اندر کیا یا نماز میں داخلے سے پہلے۔ اور آیا مولا علی علیہ السلام نے لوگوں کی نماز مکمل کرانے کے لیے کسی کو نائب بنایا یا خود مکمل فرمائی۔ علامہ ابو عمر ابنِ عبد البر نے فرمایا: اکثر اس پہ ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا تو انہوں نے لوگوں کو وہ نماز پڑھائی۔

(نہایۃ الارب فی فنون الادب 20/210)

ابنِ دواداری

ابنِ دواداری متوفی بعد 736ھ لکھتے ہیں:

وتأخّر عليّ عليه السّلام، ودفع في صدر جعدة بن هبيرة يصلّي بالناس

اور مولا علی علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے اور جعدہ بن ہبیرہ کے سینے پہ ہاتھ مارا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(کنز الدرر وجامع الغرر 3/399)

اور ظاہر سی بات ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنانے کی ضرورت جبھی پیش آئی کہ حملہ نماز کے دوران ہوا۔ اور جب حملہ نماز کے دوران ہوا تو یقیناً مسجد کے اندر ہوا۔ وہو المطلوب

حمد اللہ مستوفی

شیخ احمد بن اتابک قزوینی معروف بہ حمد اللہ مستوفی متوفی750ھ "تاریخ گزیدہ" میں اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں:

عبدالرحمن بن ملجم بوقت صبح در مسجدِ کوفہ مرتضی علی را بر فرق زخم زد بشمشیری زھر آب دادہ۔

لعین ابنِ ملجم نے صبح کے وقت کوفہ کی مسجد میں زہر پلائی تلوار سے مولا علی کے سر پر وار کیا۔

(تاریخ گزیدہ ص 197)

شیخ حمد اللہ مستوفی کی گفتگو میں اگرچہ دورانِ نماز کا ذکر نہیں لیکن یہاں ہماری گفتگو دورانِ نماز شہادت کے بارے میں نہیں بلکہ درمیانِ مسجد کے بارے میں ہے۔لہذا شیخ حمد اللہ مستوفی کی گفتگہمارے مدعی کے عین مطابق ہے۔

صلاح الدین صفدی

صلاح الدین صفدی متوفی 764ھ ابنِ عبد البر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قَالَ ابْن عبد الْبر اخْتلفُوا هَل ضربه فِي الصَّلَاة أَو قبل الدُّخُول فِيهَا وَهل اسْتخْلف من أتم بهم الصَّلَاة أَو هُوَ أتمهَا وَالْأَكْثَر أَنه اسْتخْلف جعدة بن هُبَيْرَة فصلى بهم تِلْكَ الصَّلَاة وَالله أعلم

علامہ ابنِ عبد البر نے کہا:اہلِ علم کا اختلاف ہے آیا ابنِ ملجم لعین نے مولا

علی علیہ السلام پہ حملہ نماز کے اندر کیا یا نماز میں داخلے سے پہلے۔ اور آیا مولا علی علیہ السلام نے لوگوں کی نماز مکمل کرانے کے لیے کسی کو نائب بنایا یا خود مکمل فرمائی۔ اور اکثر اس پہ ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا تو انہوں نے لوگوں کو وہ نماز پڑھائی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جاننے والا ہے۔

(الوافی بالوفیات 18/ 173،21/182)

ابو محمد مرجانی

ابو محمد مرجانی متوفی بعد 770 نے بھی اس بات کی صراحت کی کہ مولائے کائنات پہ حملہ عین مسجد کے اندر ہوا۔ لکھتے ہیں:

ضربه ابن ملجم بسيف مسموم في مسجد الكوفة

ابنِ ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر زہر آلود تلوار کے ساتھ مسجدِ کوفہ کے اندر حملہ کیا۔

(بہجۃ النفوس والاسرار 2/ 1056)

ابنِ کثیر

ابنِ کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں:

وَقَدَّمَ عَلِيٌّ جَعْدَةَ بْنَ هُبَيْرَةَ بْنِ أَبِي وَهْبٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ

اور مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو آگے بڑھایا تو

جعدہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔

(البدایۃ والنہایۃ 11 /14)

میرے خیال میں ناصبی کسی اور کی بات مانیں یا نہ مانیں، کم از کم ابنِ کثیر کی بات تو مان ہی لینی چاہیے۔ کیونکہ جدید نواصب کا نواصب اُول کے ساتھ ابنِ کثیر کی روح کے ذریعے رشتہ جڑتا ہے۔ اگر ابنِ کثیر کی بات بھی قبول نہ کریں گے تو سراسر زیادتی ہو گی۔ اور ابنِ کثیر نے تو صراحت کر دی کہ مولائے کائنات پہ حملہ عین نماز کے اندر ہوا جس کی وجہ سے شاہ ولایت پناہ مولا مشکل کشا کو نائب بنانے کی ضرورت پیش آئی۔

اگر ابنِ کثیر عینِ نماز مان رہے ہیں تو ان کی ذریت کو کم از کم مسجد سے تو انکار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔!!!

ابنِ خلدون

ابنِ خلدون متوفی 808ھ اس دلخراش واقعہ کی تفصیلات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

واستخلف علي على الصلاة جعدة بن هبيرة وهو ابن أخته أم هانئ فصلى الغداة بالناس

مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا اور جعدہ بن ہبیرہ مولا علی علیہ السلام کی ہمشیرہ ام ہانیٔ کے بیٹے ہیں۔ پس انہوں نے لوگوں کو

فجر کی نماز پڑھائی۔

(تاریخ ابن خلدون 2/646)

لنڈے کے محققین میں اگر کوئی عقلمند ہے تو وہ ابنِ خلدون کی گفتگو کے حرفِ اول کو دیکھ کر بتائیں کہ

"استخلاف" کا مرحلہ نماز کے دوران پیش آتا ہے یا قبل از نماز؟

جب مولا علی علیہ السلام کو نماز میں استخلاف کی ضرورت پڑی تو لازمی طور پہ حملہ بھی نماز میں ہی ہوا۔

جب حملہ نماز میں ہوا تو کیا مولائے کائنات نماز رستے میں پڑھا رہے تھے؟

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

حافظ تقی فاسی

حافظ تقی الدین فاسی متوفی 832ھ نے بھی اس سلسلے میں اختلاف کے بیان کے بعد قولِ راجح و اکثر کی نشاندہی کی۔ لکھتے ہیں:

واختلف فی قتل ابن ملجم لعلیّ رضی الله عنه، فقیل وهو فی الصلاة، وقیل قبل دخوله فیها. واختلف علی القول بأنه فتك فیه وهو یصلّی، هل استخلف علیّ من أتمّ الصلاة بالناس، أو أتمها بنفسه؟ . والأکثر علی أنه استخلف جعدة بن هبیرة، فصلّی بالناس تلك الصّلاة، والله أعلم

ابنِ ملجم کی جانب سے مولا علی علیہ السلام کو شہید کرنے کے بارے میں

اختلاف ہوا ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ نماز میں تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کے نماز میں داخلے سے پہلے (حملہ ہوا۔) اور نماز کے دوران شہید کیے جانے کے قول پر اختلاف ہوا کہ آیا مولا علی علیہ السلام نے کسی کو نائب بنایا جس نے نماز مکمل کی یا آپ نے خود نماز مکمل فرمائی۔ اور اکثر اس پہ ہیں کہ آپ نے جعدہ بن ہبیرہ کو خلیفہ بنایا تو جعدہ نے لوگوں کو وہ نماز مکمل کرائی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جاننے والا ہے۔

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 5/ 276)

میں سمجھتا ہوں کہ قارئین کو اس سے پہلے گزری ہوئی اس قسم کی گفتگو ضرور یاد ہو گی۔ اور یہ بھی یاد ہو گا کہ اہلِ علم نے اس باب میں اختلاف بیان کرنے کے باوجود خارجِ مسجد حملہ کے بارے میں ایک حرف تک ذکر نہیں کیا۔ اور ویسا ہی معاملہ حافظ تقی الدین سبکی کی گفتگو میں ہے۔ جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ مسجد سے باہر حملے کی بات ایسی غیر معقول ہے کہ اہلِ علم اسے بطور قولِ مرجوح ذکر کرنا بھی مناسب نہیں جانتے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ دجالی ناصبیوں کا پسندیدہ قول وہی ہے۔

حسن بن علی فیومی

حسن بن علی فیومی متوفی 870ھ مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے مابین مناسبتوں کے بیان میں لکھتے ہیں:

فمنها كونهما خليفتين قتلا في صلاة الصبح في صلب الصلاة

ان مناسبتوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ہستیاں خلیفہ ہیں۔ دونوں کو شہید کیا گیا۔ فجر کی نماز میں۔ نماز کے دوران۔

(فتح القریب المجیب 8/551)

ملا حسین کاشفی

ملا حسین کاشفی متوفی 910ھ لکھتے ہیں:

امّا چون مرتضی علی از أدای تحیّت مسجد، فارغ شد برخاست وگرد مسجد برآمد و خفتگان را برای نماز بیدار می‌کرد. ابن ملجم بر روی خفته بود، امیر سرپائی فراوی زد، وگفت که: «قم وصلّ» یعنی بیدار شو ونمازگزار، واز او درگذشت و باز پیش محراب آمد، و در نماز ایستاد

پس جب شاہ ولایت پناہ مولا علی تحیۃ المسجد سے فارغ ہو چکے تو اٹھے اور محراب سے باہر تشریف لائے اور سوئے ہوؤں کو نماز کے لیے جگایا۔ ابنِ ملجم لعین سونے کے انداز میں تھا۔ حضرت امیر المؤمنین نے اسے ٹھوکر ماری اور فرمایا: اٹھ نماز پڑھ۔ اس سے گزر کر دوبارہ محراب میں تشریف لے آئے اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔

(روضۃ الشہداء مخطوط ص205)

چند سطر بعد لکھتے ہیں:

پس شمشیر بکشید و پیش محراب آمد، و امیر در نماز بود، صبر کرد تا سجدۀ اول بجای آورد، وهمین که سر از سجده برداشت آن شقی

شمشیر فرود آورد، و قضا را بر آن موضع آمد که در روز حرب خندق عمرو بن عبدود زخم زده بود، چون این ضربت بر محلّ آن ضربت رسید تا مغز سر مبارکش شکافته شد، و آوازی از أمیر بر آمد که «فزت بربّ الکعبه» یعنی باز رستم و فیروزی یافتم به خدای کعبه.

پھر لعین نے تلوار کھینچی اور محراب کے سامنے آ گیا اور سیدنا امیر المؤمنین نماز میں تھے۔ ابنِ ملجم نے انتظار کیا تا کہ سجدہ میں چلے جائیں۔ اور جیسے ہی سجدہ سے سر اٹھانا چاہا اس بدبخت نے تلوار سے وار کیا۔ اور تقدیراً اسی جگہ لگی جہاں جنگِ خندق کے روز عمرو بن عبد ود نے زخم لگایا تھا۔ جب یہ وار اسی وار کی جگہ لگا تو سر مبارک کا مغز کھل گیا اور امیر المؤمنین کی آواز آئی:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

(روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی ص213)

صاحبِ تاریخ الخمیس

حسین دیار بکری متوفی 966ھ نے معجمِ بغوی کے حوالے سے لکھا:

عن لیث بن سعد انّ عبد الرحمن بن ملجم ضرب علیا فی صلاۃ الصبح

لیث بن سعد سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم نے مولا علی علیہ السلام پر صبح کی نماز میں حملہ کیا۔

(تاریخ الخمیس 2/282)

مزید لکھتے ہیں:

واختلفوا فی انه هل ضربه فی الصلاة أو قبل دخوله فیها وهل استخلف من أتم الصلاة أو هو أتمها والاکثر علی انّ جعدة ابن هبیرة صلی بهم تلك الصلاة

اور اہلِ علم کا اختلاف ہے کہ آیا ابنِ ملجم لعین نے مولا علی علیہ السلام پہ حملہ نماز کے اندر کیا یا نماز میں داخلے سے پہلے۔ اور آیا مولا علی علیہ السلام نے لوگوں کی نماز مکمل کرانے کے لیے کسی کو نائب بنایا یا خود مکمل فرمائی۔ اکثر اس پہ ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کو نائب بنایا تو انہوں نے لوگوں کو وہ نماز پڑھائی۔

(تاریخ الخمیس 2/ 282)

شیخ عبد الرحمن چشتی

حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی دہلوی متوفی1045ھ لکھتے ہیں:

دراں شب که شهادتِ وی بود تمام شب در عبادت وشوقِ حضور بیدار بود اول وقت صبح در مسجد وضو ساخته بنماز مشغول بود که ابن ملجم شمشیر زهر آلوده بر سر مبارک امیر المؤمنین زد تا مغز سر شگافته شد وچون حال بر وی متغیر شد امام حسن را گفت که شرائط امامت بجا آورد و بامردم نماز گزارد۔

جس رات سیدنا مولا علی کی شہادت ہوئی۔ ساری رات عبادت اور حاضری کے شوق میں بیدار رہے۔ صبح کے پہلے وقت مسجد میں وضو کرکے نماز میں مصروف

ہوئے تو ابنِ ملجم لعین نے زہر آلود تلوار کے ساتھ امیر المؤمنین علیہ السلام کے سر پہ ایسا وار کیا کہ مغز پھٹ گیا۔ جب مولا علی علیہ السلام کی حالت بدلنے لگی تو امام حسن سے فرمایا کہ امامت کی شرائط بجالاتے ہوئے لوگوں کو نماز مکمل کرائیں۔

(مرآۃ الاسرار ص 90)

حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی کی گفتگو کے مطابق مولا علی علیہ السلام نے جعدہ بن ہبیرہ کے بجائے سیدنا امام حسن علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا۔ لیکن جس مقصد کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس کے بارے میں شیخ عبد الرحمن چشتی کی گفتگو بالکل واضح ہے کہ شاہ ولایت پناہ مولا علی علیہ السلام پر حملہ مسجد میں بلکہ عین نماز کی حالت میں ہوا۔

میر محمد صالح

میر محمد صالح حسین ترمذی متوفی 1060ھ اپنی کتاب مناقبِ مرتضوی میں لکھتے ہیں:

ابنِ ملجم صبر کرد تا امیر احرام بست وسجدۂ اول بجا آورد چون سر از سجده برداشت آن شقی شمشیر را فرود آورد به اتفاق مؤرخان آن تیغ بر موضعی فرود آمد که روز حرب خندق عمرو بن عبد ود زخم زده بود تا سر مغز آن شگافته شد وامیر المؤمنین گفت : فزت برب الكعبة یعنی سوگند به پروردگار که به مطلوب فائز شدم وامام حسن را فرمود که شرائط امامت

بجا آورده وبامردم نماز گزارد۔

ابنِ ملجم انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ امیر المؤمنین نے نماز کی نیت کرلی اور پہلا سجدہ ادا کرلیا۔ جب سر سجدہ سے اٹھانا چاہا تو وہ بد بخت تلوار کو نیچے لایا۔ تاریخ دانوں کا اتفاق ہے کہ یہ تلوار اس جگہ لگی جہاں جنگِ خندق کے موقع پر عمرو بن عبد ود نے زخم لگایا تھا۔ پس مغز پھٹ گیا اور امیر المؤمنین نے فرمایا:

"فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ" ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

امام حسن کو فرمایا کہ امامت کی شرائط بجالاتے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(مناقبِ مرتضوی 479،480)

سید محمد بن اسماعیل

سید محمد بن اسماعیل صنعانی حسنی متوفی 1182ھ لکھتے ہیں:

واستشهد بمسجد الكوفة وقت الفجر

مولا علی علیہ السلام فجر کے وقت کوفہ کی مسجد میں شہید کیے گئے۔

(التحبیر لایضاح معانی التیسیر 1/ 157)

احمد بن مصطفی ہاشمی

احمد بن مصطفی ہاشمی متوفی 1362ھ لکھتے ہیں:

قتل أحد الخوارج علياً غيلة بمسجد الكوفة سنة 40ھ

خارجیوں میں سے ایک نے سن 40ھ کو کوفہ کی مسجد میں مولا علی پہ چھپ کر وار کیا۔

(جواہر الادب 118/2)

حاصلِ گفتگو

قارئینِ کرام!

یہ متعدد مسند روایات اور اہلِ علم کی دسیوں تصریحات اس نکتہ پر متفق ہیں کہ:

مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام پر قاتلانہ حملہ عین مسجد کے اندر ہوا۔

پھر اکثریت کا اتفاق ہے کہ حملہ عینِ مسجد بلکہ عین نماز کے اندر ہوا۔ پھر بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ دورانِ نماز قیام کی حالت میں وار کیا گیا۔ جبکہ کثیر اہلِ علم کی رائے ہے کہ مولا علی سجدہ کی حالت میں تھے جب مولائے کائنات پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

رہی دجالی ٹولے کی جھوٹی تمنا کہ:

مولائے کائنات پر حملہ مسجد سے باہر رستے میں کیا گیا، وہ ہباءً منثوراً ہو گئی۔

لیکن ہم دجالی ٹولے کو قلم اٹھانے کی دعوت ضرور دیں گے۔ حوصلہ کریں اور ثابت کریں کہ مولائے کائنات پر قاتلانہ وار مسجد سے خارج کیا گیا۔

لیکن ہمیں یہ بھی خبر ہے کہ دجالی ٹولہ سے بات بے سود ہے۔ کیونکہ یہ

لوگ از اول تا آخر عقل و خرد سے عاری اور علم و فہم کے ازلی دشمن لوگ ہیں۔ ان کا بڑا اگرو اشرف دجالی بھی صرف ویڈیو بنا سکتا ہے اور اسی میں جو کچھ کہنا ہو کہہ سکتا ہے۔ اگر بات میدان میں اترنے کی آئے تو پھر اس کے پورے خاندان کی فوتگی ہو جاتی ہے۔ اور رہا وہ عقل باختہ جو کل سے شور مچا رہا ہے کہ:

مولا علی کی شہادت مسجد میں نہیں ہوئی۔

اس کا دماغی توازن ویسے ہی خراب ہے۔ اس کو پاگل خانے میں ہونا چاہیے تھا، لیکن عوام کی بد قسمتی کہیں کہ وہ فیس بک پہ محقق بن بیٹھا ہے۔

المختصر!

اس ٹولے کے گھر جا کر ہی ان سے زبردستی کوئی بات چیت کی جائے تو ہو سکتا ہے کہ گفتگو کسی منطقی انجام کو پہنچ پائے۔ ورنہ اپنی مرضی سے تو یہ مر سکتے ہیں لیکن میدان میں گفتگو کے لیے نہیں اتر سکتے۔

اپنی گفتگو کا اختتام ایک لطیفہ پہ کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ یہ بندہ کے مزاج سے ہٹ کر ہے لیکن جس عقل باختہ کو ناصبیوں نے اپنا قلم کار بنا کر پیش کیا ہے۔ اس کے حال کے مناسب یہی لطیفہ ہے، اس لیے اس کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

لطیفہ

اہلِ علم جانتے ہیں کہ ناصبیوں کے پاس بڑے بڑے نمونے ہیں۔ ایک نمونہ لاہور والا ہے جو کہتا ہے کہ دنیا کا کوئی عالم اس سے مناظرہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور ہم بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ موجودہ، گزشتہ، آئندہ کسی دور کا کوئی عالم اس عقل باختہ سے مناظرہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ مناظرے کے لیے گھر سے نکلتا ہی نہیں۔ پھر کسی کی کیا جرات ہے کہ وہ اس نمونے سے مناظرہ کر سکے۔

اور ایک نمونہ وہ ہے جس کی پخ کے جواب میں ہمیں یہ چند سطریں سپردِ قلم کرنا پڑیں۔ ہم پہلے بھی بتا چکے کہ:

اس نمونے کا دماغی توازن درست نہیں۔ ہمارے ہاں ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس زیرِ علاج ہے۔

لیکن خوش فہمی کا عالم یہ ہے کہ جن دنوں اشرف دجالی نے اسے نیا نیا گود لیا تھا تو یہ عقل باختہ راقم الحروف سے مناظرہ کرنے جامعۃ العین پہنچ گیا۔ گھر سے نکلتے وقت باقاعدہ لائیو ویڈیو میں دوستوں کو بتایا کہ آج کشمیر فتح کرنے جا رہا ہوں۔

بندہ نے باوجود کثرتِ مشاغل کے اس عقل باختہ کے لیے وقت نکالنا ضروری سمجھا اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اشرف دجالی کے اس لے پالک کو میرے سامنے تقریبا ساڑھے تین گھنٹے ذلیل کیا۔

موصوف کا خیال تھا کہ دو جملے بول کر چمن زمان کو پچھاڑ دے گا۔ لیکن معاملہ اس کی سوچ کے بالکل برعکس نکلا۔ جب گفتگو شروع ہوئی تو ویڈیو ریکارڈنگ کا سلسلہ ہماری جانب سے بھی تھا اور ویڈیو یوٹیوب پر اس وقت بھی موجود ہے۔ جسے اس لنک پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

https://youtu.be/JcoIvpLEx3E

گفتگو کی ویڈیو ریکارڈ ہو رہی تھی لیکن ہم نے گفتگو کو لائیو نہیں چلایا تھا۔ کیونکہ ہمارا مقصد اصلاح تھا، تذلیل مقصود نہیں تھی۔

مگر موصوف چونکہ نئے نئے گود لیے گئے تھے لہذا اشرف دجالی کی طرح موصوف بھی یہی سمجھتے تھے کہ بس دو منٹ میں کام تمام کر دیں گے۔ سو اس خوش فہمی میں موصوف نے اس گفتگو کو لائیو چلا دیا۔

جو لوگ لائیو دیکھ رہے تھے اس میں بہت سے اس بے عقل کے حامی بھی تھے۔ جب موصوف کی لائیو "دھلائی" دیکھی تو اسے کالیں کرنے لگ گئے کہ لائیو بند کرو۔ لیکن اس بیچارے کو ذلت و رسوائی سے ہوش ہو تو کال اٹھائے۔ یہاں تک کہ اس کے بعض حامیوں نے میرے نمبر پر کال کی۔ میں نے کال اٹھائی تو اس بے عقل کے لیے گالیاں دے کر کہا کہ اسے کہو لائیو روکے۔

المختصر!

موصوف تقریباً ساڑھے تین گھنٹے خوب رج کر ذلیل ہوئے۔۔!!!

موصوف چونکہ ہمارے پاس تشریف لائے تھے، اس وجہ سے ہم نے موصوف کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق پر تکلف کھانے کا بندوبست بھی کر رکھا تھا۔ لیکن حضرت کی حالت یہ تھی کہ حلق سے پانی کا گھونٹ بھی نہ اترے۔ باوجود اصرار کے کھانے کھائے بغیر راہِ فرار اختیار کی۔

اس ایک خوراک کا اثر یہ ہوا کہ وہ دن اور آج کا دن، اگر موصوف کو

کوئی زنجیروں سے باندھ کر بھی میرے سامنے بٹھانے کی کوشش کرے تو مرنا پسند کریں گے لیکن سامنے بیٹھنے کی جرات کبھی نہیں کریں گے۔

اسی دوران ایک بار فیس بک پہ خاصی شیخیاں بگھار رہے تھے تو راقم الحروف اس عقل باختہ کو پیشگی وقت دینے کے بعد گفتگو کے لیے اس کے گھر پہنچ گیا۔ اس کے والد محترم نے بیٹھک میں بٹھایا۔ مجھے بیٹھک میں بٹھانے کے بعد پورے گھر نے کوشش کی کہ وہ میرا سامنا کرے لیکن موصوف لگاتار انکار پہ انکار۔ زبردستی کھینچ تان کر سامنے لائے گئے تو پہلے تو مارے خوف کے چند منٹ میں پانی کا جگ خالی کر دیا۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اپنی ہی بیٹھک سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ہماری جانب سے بیان کردہ حقائق پر موصوف یا اس کے ہمنواؤں میں سے کسی کو اعتراض ہو تو ہم آج بھی اشرف دجالی کے اس لے پالک کو دعوت دیتے ہیں کہ سامنے بیٹھ کر بات کر لے۔ اگر اکیلے سامنے بیٹھنے کا حوصلہ نہیں تو اپنے سکھر والے گرو مولوی ابراہیم سکھروی کو ساتھ ملا لے۔ اگر وہ سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے تو لاہور والے گرو اشرف دجالی کو ساتھ ملا لے۔ ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ راقم الحروف کے ادارے کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں اور راقم ان تینوں شخصوں سے کسی بھی عنوان پہ گفتگو کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

ان کا کام صرف عوام کو گمراہ کرنا ہے۔ کسی بھی گفتگو کو اس کے انجام تک پہنچانا نہ تو ان کا مقصد ہے اور نہ اس کی ان میں ہمت ہے۔

اللہ کریم ہی عوام المسلمین کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

آمین

بحرمۃ النبی الامین وآلہ الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم

از قلم:

محمد چمن زمان نجم القادری

22 رمضان المبارک 1444ھ

13 اپریل 2023ء